

126003- گودلینے والے والدین کا حکم بھی وہی ہے جو حقیقی والدین کا ہے؟ اور کیا میں اپنے حقیقی والدین کو تلاش کروں؟

سوال

اگر کوئی غیر مسلم فیملی کسی بچے کو گود لے کر پالے، اور بڑا ہو کر یہ بچہ مسلمان ہو جائے تو کیا اس لے پالک بچے پر لازمی ہے کہ اس غیر مسلم فیملی کا خیال رکھے اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے؟ کیونکہ شریعت میں یہ تو ہے کہ انسان اپنے والدین کی اطاعت کرے چاہے وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں، بشرطیکہ وہ کسی گناہ کا حکم نہ دیں، تو کیا یہی حکم گودلینے والے والدین پر بھی لا گو ہو گا؟ اور اگر اس بچے نے اپنے حقیقی والدین کو دیکھا ہی نہیں، تاہم اسے یہ معلوم ہوا ہے کہ اس کے والدین ابھی زندہ ہیں، تو کیا اس بچے پر اپنے حقیقی والدین کو تلاش کرنا ضروری ہے؟ اور کیا ان کا خیال رکھنا بھی لازمی ہے؟ چاہے حقیقی والدین اس بچے کو پہچانیں ہی نہ کیونکہ انہوں نے تو اس بچے کی پرورش ہی نہیں کی؟

پسندیدہ جواب

اول :

لوگوں کے ہاں لے پالک بچوں اور گودلینے کے متعلق دو تصور پائے جاتے ہیں:

پہلا تصور: یہ ہے کہ بچوں کی تربیت کریں ان کا بھرپور خیال رکھیں لیکن ان کی ولدیت تبدیل نہیں کرتے۔

دوسرा تصور: یہ ہے کہ بچوں کی تربیت اور دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ اس بچے کی نسبت بھی تبدیل کر کے اس گھر انے کی طرف کر دی جائے جنہوں نے اسے پالا پوسا ہے، اس طرح سے اس بچے کو وہ اپنے گھر کا ایک فرد بنانی ہے۔

یہ دوسرा تصور بھی ابتداءً اسلام میں جائز تھا، اس میں کوئی دورانے نہیں ہیں؛ یہی وجہ ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منوب کیا جاتا تھا تو ان کا نام "زید بن محمد" پڑ گیا تھا، اسی طرح سالم رضی اللہ عنہ کو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی جانب منوب کیا جاتا تھا تو ان کا نام بھی "سالم بن ابو حذیفہ" پڑ گیا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس دوسرے تصور کو شریعت سے خارج فرمادیا، اور حکم دیا کہ ہر شخص کو اس کی ولدیت کے نام سے پکارا اور بلا یا جائے، اور اگر کسی کے والد کا علم نہ ہو تو پھر ولدیت کے علاوہ کسی اور نسبت کے ذریعے پکارا جائے، مثلاً: کہا جائے: "فلاں جو فلاں کا قریب ہے" یا "فلاں جو فلاں کا دوست ہے" لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے زید رضی اللہ عنہ کو ان کے والد حارثہ کی جانب منوب کرنا شروع کر دیا اور سالم رضی اللہ عنہ کو سالم مولیٰ ابو حذیفہ یعنی انہیں ابو حذیفہ کا آزاد کردہ غلام کہہ کر پکارا جانے لگا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سورت الحزاب میں موجود ہے:

۹۷. (أَذْخُونُهُمْ لَا يَعْمِلُونَ هُوَ أَقْطَعُ عَمَدَ اللَّهِ فَإِنَّمَا تَعْمَلُونَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ فَإِنَّمَا يَعْمَلُونَ مَا مَوَلَّتُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَنْطَلَاثُمْ ۝ وَلَكُنْ نَا تَعْمَلُ ثُغُورًا وَجَهَارًا ۝).

ترجمہ: ان کو ان کے باپ کے نام کے ساتھ پکارو اللہ کے نزدیک یہی بات انصاف کے زیادہ قریب ہے اور اگر تمیں ان کے باپ کا پتہ نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور تمہارے دوست ہیں اور تم سے اس بارے میں اب تک جو غلطیاں ہوئی ہیں ان کا تم پر کوئی گناہ نہیں ہے، البتہ جن باتوں کا تمہارے دلوں نے قصد وار اداہ کر لیا تھا، ان پر تمہاری گرفت ہو گی، اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے [الحزاب: 5]

اس کی وجہ یہ ہے کہ نسب سے بہت سے احکامات تعلق رکھتے ہیں، مثلاً: رضا عنت، پورش، سرپستی، لفظ، وراشت، قصاص، چوری کی حد، حد تمث، گواہی اور دیگر امور کا تعلق نسب سے کافی کہرا ہوتا ہے۔

تاہم پہلا تصور کہ جس میں قیمی یا غریب بچے کی دیکھ بھال اسی طرح کی جاتی ہے جیسے انسان اپنی اولاد کی کرتا ہے اور اس کی ولادیت اور نسب میں کوئی تبدیلی نہیں کرتا، تو یہ حرام نہیں ہے، بلکہ یہ تو جیل القدر نیکی ہے۔ اس عمل کی اہمیت اس وقت مزید وضد ہو جاتی ہے جب جنکوں سے متاثر بچوں کی دیکھ بھال کی جائے یا ایسے بچوں کی پورش کی جائے جن کے خاندان والے کسی حداثے میں فوت ہو جائیں یا جنگ کا نشانہ بن جائیں۔

مذکورہ دونوں تصورات میں گود لینے والا خاندان، یا بچے کو منہ بولا بیٹا بنانے والا گھر انہ بچے کا حقیقی خاندان نہیں بن جاتا کہ ان کے ساتھ ایسا ہی حسن سلوک، صلہ رحمی اور اطاعت کرے جیسے حقیقی والدین کی ہوتی ہے۔

بچے گود لینے اور کسی قیم کی کفالت ذمے لینے کے درمیان فرق جانے کے لئے آپ سوال نمبر: (5201) کا جواب ملاحظہ کریں۔

اور اسی مذکورہ دونوں تصورات میں فرق جانے کے لئے آپ سوال نمبر: (10010) کا جواب ملاحظہ کریں۔

تاہم اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ ایسے یعنوں خاندانوں سے قطع تعلقی کر لی جائے، نہ ہی اس سے ان یعنوں خاندانوں سے ملنے جلنے، حال دریافت کرنے، صلہ رحمی اور نیکی کرنے کی حرمت کشید کی جائے، بلکہ یہ تو اسلام کی امتیازی خوبی اور اسلام کی بنیادی اخلاقی اقدار میں شامل ہے؛ کیونکہ اسلام تو اجنبی لوگوں کے ساتھ بھی نیکی اور دیگر ثبت سرگرمیوں کی خوب حوصلہ افزائی کرتا ہے تو پھر جس نے کسی کی تربیت کی ہے، اس کا نیحال رکھا ہے اور اپنے سینے کا دودھ پلایا ہے تو اس کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی کی توبت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ ایسے محسن لوگوں کے حقوق ادا کرنا اور ان کی نیکی کا بدلہ نیکی سے دینے پر ہر سلیم الفطرت شخص یقین رکھتا ہے، اور شریعت بھی اس کی مکمل تائید کرتی ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(إِنَّ جَنَاحَ الْإِخْرَانِ إِلَّا إِلْخَانٌ).

ترجمہ: اور احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔ [الرحمٰن: 60]

ایسے ہی سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جو شخص اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پناہ طلب کرے، اسے پناہ دے دو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگے، اسے دے دو۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام پر مان مانگے، اسے امان دے دو۔ اور جو شخص تم سے حسن سلوک کرے، اسے اس کا بدلہ دو اور اگر تمہارے پاس بدلتے ہو تو اس کے لیے اتنی دعا کرو؛ حتیٰ کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے۔) اس حدیث کو ابو داود: (1762) اور نسائی: (2567) نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

علامہ عظیم آبادی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے عومن المعبودین لکھتے ہیں:

"حدیث کے الفاظ: "اور جو شخص تم سے حسن سلوک کرے" اس میں قولی یا فعلی ہر طرح کا حسن سلوک شامل ہے، اور "اس کا بدلہ دو" کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اس شخص نے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے تم بھی اس کے ساتھ ایسا ہی اچھا سلوک کرو؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (إِنَّ جَنَاحَ الْإِخْرَانِ إِلَّا إِلْخَانٌ)، اور احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔ [الرحمٰن: 60] اور حدیث کے الفاظ: "اور اگر تمہارے پاس بدلتے ہو تو" کا مطلب ہے کہ تمہارے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو تو تم اپنے محسن کے لئے اتنی دعا کرتے رہو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کا حق ادا کر دیا ہے۔ "نخت شد

تو ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ : یہ تمام لوگ محسن بچے کو گود لینے سے اور ان کی دیکھ بھال کرنے سے حقیقی ماں باپ جیسے نہیں بن جائیں گے، انہیں وہی شرعی احکامات اور حقوق و واجبات حاصل نہیں ہوں گے جو حقیقی ماں باپ اور اولاد کے درمیان ہوتے ہیں۔

دائی فتویٰ کمیٹی کے علمائے کرام نے [دوسرے تصور کے مطابق] بچے کو گود لینے کا ذکر کر کے اس کی حرمت بیان کی اور پھر اس کے بعد کہا ہے کہ : "سابقة تفصیلات سے یہ واضح ہوا کہ : بچے کی ولادت تبدیل کر کے پرورش کرنے کے خاتمے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسانیت کو بھی ختم کر دیا گیا۔ اسلامی حقوق، اخوت، محبت، تعلق داری، حسن اخلاق کو بھی ختم کر دیا گیا، نہ ہی اس کا یہ مطلب یہ ہے کہ اعلیٰ اخلاقی اقدار کی کوئی بجائش نہیں"

الشیخ عبدالعزیز بن باز، الشیخ عبدالرازق عفیینی، الشیخ عبداللہ بن غدیانی، الشیخ عبداللہ بن قعود۔

"فتاویٰ الحجۃ الدائمة" (347/20)

اسی طرح دائی فتویٰ کمیٹی کے علمائے کرام نے ایک لڑکی کو گود لینے والے مرد سے تعلق کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ : "اب کوئی آپ کو گو dalle کر پاتا ہے، اس کے پالنے سے آپ اس کی بیٹی نہیں بن جائیں گی، جیسے کہ زمانہ جاہلیت میں ہوا کرتا تھا۔ اب گود لینے کا مقصد نیک، چھوٹے بچے کی پرورش، دیکھ بھال ہوتا ہے یہاں تک کہ بچہ بڑا ہو جائے اور سجادہ بارن جائے، اور اپنی زندگی کے معاملات خود سنبھالنے لگے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو پالنے والے کی بھی اسی طرح بھلائی فرمائے جیسے اس نے آپ کا بھلائی کیا۔ تاہم وہ آپ کا والد نہیں ہے، نہ ہی وہ آپ کا محروم ہے، اس لیے آپ پر لازمی ہے کہ آپ اس سے پرداہ کریں، آپ کا معاملہ ان کے ساتھ کسی بھی دوسرے اجنبی مرد جیسا ہے، ساتھ میں انہوں نے آپ سے جو بھلائی کی ہے اس کا بدلہ بھلائی میں دیا جائے لیکن پردے میں رہتے ہوئے، نیز آپ ان کے ساتھ تھنہ میں بھی نہیں رہ سکتیں۔"

الشیخ عبدالعزیز بن باز، الشیخ عبدالرازق عفیینی، الشیخ عبداللہ بن غدیانی۔

"فتاویٰ الحجۃ الدائمة" (360/20)

دوم :

یہاں گود لینے کا جو بھی تصور کار فرما تھا ہر حالت میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس شخص پر اپنے حقیقی والدین کو تلاش کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ والدین کے ساتھ شرعی احکامات اور نفیاتی اثرات منسلک ہیں۔ اور والدین کا اپنے بچے سے پچھڑ جانے کا حقیقی سبب بھی معلوم نہیں ہے، تو ممکن ہے کہ اس شخص کے والدین نفیاتی اور بدفنی طور قابل ترس حالت میں ہوں، اور وہ اپنے پچھڑے ہوئے بیٹی کو مل کر تو انہا ہو جائیں بالکل ایسے ہی جیسے یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کے ماہین ہوا تھا۔

والدین سے ملنے اور انہیں دیکھنے کے لئے ان کی تلاش، اور والدین کا خیال رکھنا یہ فطری معاملہ ہے، اس کے جواز یا وجوب کے لئے کتاب و سنت سے دلائل کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اگر والدین نے قصداً اپنے اس بچے کو آغاز میں دور کیا تھا بھی بچے کے لئے پر جائز نہیں ہے کہ وہ ان سے دور اور قطع تعلق رہے، اس بارے میں پہلے سوال نمبر : (104768) کے جواب میں تفصیلات گزر چکی ہیں، آپ اس کا مطالعہ کریں۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک سے متعلق مزید کے لئے آپ سوال نمبر : (22782) کا جواب بھی ملاحظہ کریں۔

واللہ اعلم